ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

ڈاکٹر بلقیس عومرانی ❁

میر تقی میرؔ کے سلام و مراثی کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ بحوالہ بحور و اوزان

The research and critical review of Mir tTaqi Mir's Salam and Marasi with reference to poetic metre (Prosody)

By *Bilqees Omrani, Lecturer Urdu, Govt. Girls Degree Science, Arts & Commerce College, Baldia Town, Karachi.*

ABSTRACT

This paper focusses the research and critical review of poetic metre of Mir Taqi Mir's published 41 *Salams* and *Marasi*.

The art of *Marsia* has passed through various stages of evolution traveling from Persia to South India, from South India to Delhi and from Delhi to Lucknow.

It is said that the succeeding poets of Lucknow have perfected this genre. However, the credit of bringing this art to light in Lucknow goes to Dehlavi poets, especially Mir and Sauda.

According to the research, Mir wrote 41 *Salams* and *Marasi* during his stay in Lucknow, which were not included in the initial published *Kuliyat*. The later published *Kuliyats* are the first to include them in the edited *Kuliyat* of Ibadat Barelvi.

Ibadat Barelvi and Kalb-e-Ali Khan Faiq's *Kuliyat* were left out by including some *Marasi* and *Salams*, which were later compiled and published in 2007 under the auspices of the National Council for the Promotion of Urdu Language.

These 41 *Salams* and *Marasi* consist of 14 poetic metre, which have been reviewed in detail in this paper.

Keywords: Salam, Marsia, Kuliyat, Poetic-Metre, Metre, Mir Taqi Mir.

❁ لیکچرر اردو، گورنمنٹ گرلز ڈگری سائنس، آرٹس اینڈ کامرس کالج، بلدیہ ٹاؤن، کراچی

زندگی غم اور خوشی کا تال میل ہے اور یہ تال میل ''مرگ درماندگی کا وقفہ ہے... یعنی آگے چلیں گے دم لے کر'' سے عبارت ہے۔ درماندگی کا وقفہ انسان کے غم کو دوچند کرنے کا باعث بنتا ہے۔ اسی کیفیت کے اظہار کو ''رثا'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مرثیے کا آغاز یہی غمِ مرگ ہے۔ ''غمِ مرگِ عزیزاں'' وہ صورت ہے کہ جو تڑپنے اور تڑپانے کی کیفیت لیے ہوئے ہے۔ مرثیہ وہ صنفِ نظم ہے کہ جس میں مرنیوالوں کی تعریف بیان کی جاتی ہے۔ زمانہ قدیم سے جاری اس صنف کی تاریخ طالوت کے قتل پر حضرت داؤد کی مرثیہ گوئی[۱] سے منقول ہے۔ جب کہ اردو ادب میں اوّلیت کا سراغ فارسی اصناف کے زیرِ اثر دکنی ادب سے ملتا ہے اور یہی روایت شمالی ہند میں بھی جاری رہی۔ ابتدا میں مرثیہ کی کوئی خاص ہیئت مقرر نہیں تھی۔ شعراے اردو نے اس صنف میں مثلث، مربع، مخمس، مسدس یہاں تک کہ غزل کی ہیئت میں بھی مرثیے موزوں کر کے جدّتِ طبع کا ثبوت دیا۔

خداے سخن میر تقی میرؔ نے بھی اس کوچہ میں اپنی راہ نکالی ہے۔ عہدِ لکھنؤ کی شاعری کو بعض ناقدین مرثیہ گوئی کے حوالے سے دورِ زرّیں قرار دیتے ہیں۔ تحقیق کے مطابق میر تقی میرؔ نے قیامِ لکھنؤ[۲] کے زمانے میں اکتالیس مرثیے اور سلام کہہ کر اس صنف میں اپنی فنّی مہارت کو منوایا۔ میرؔ کے مذکورہ مراثی و سلام لکھنؤ کی طرزِ معاشرت اور رسم و رواج کا آئینہ ہیں۔[۳] میرؔ صاحب کا رثائی ادب فنّی اعتبار سے نہ صرف اسقام سے پاک ہے بلکہ ابلاغ کی سطح پر آج بھی قارئین کی روحانی تسکین اور میرؔ کی نجات کا باعث قرار پاتا ہے۔ یہی وہ سحر ہے کہ میرؔ خود کو تاحشر یاد رکھنے کی پیشن گوئی کر گئے۔

میر تقی میرؔ کا مکمل کلام ۱۹۵۱ء سے پہلے کئی دفعہ مرتب کیا گیا لیکن ان میں میرؔ کے سلام اور مرثیے شامل نہیں تھے۔ لارڈ منٹو گورنر جنرل نے پہلی مرتبہ کلیات میر (نسخۂ کلکتہ) ۱۲۲۶ھ یعنی ۱۸۱۱ء میں میرؔ کے انتقال کے بعد ہی ٹائپ نستعلیق میں شائع کر کے اردو ادب پر گرانبار احسان کیا[۴] جو خامیاں اس نسخے میں رہ گئی تھیں ان کا اعادہ نسخۂ نولکشوری مطبوعہ ۱۸۶۸ء اور اس کے بعد کے ایڈیشنوں میں بھی ہوا ہے۔[۵] یہ دونوں نسخے میرؔ کے مرثیوں سے خالی ہیں۔ اس کے بعد عبدالباری آسی نے ۱۹۴۱ء میں مطبع نولکشور سے کلیات میرؔ مرتب کی اس ''کلیاتِ میرؔ'' میں میرؔ کے ''مجموعہ مراثی'' کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> گرچہ مجھے اس (مجموعہ مراثی) کے دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ لیکن اس کا وجود یقینی تھا۔ معلوم ہوا کہ مولانا مسعود حسین رضوی ادیب کے کتب خانہ میں یہ موجود ہے اور ضخامت میں بھی اچھا خاصہ ہے لہٰذا میں نے ایک نظر اس کو دیکھا۔ چونکہ پورے طور پڑھا نہیں اس لیے میں میرؔ صاحب کی مرثیہ گوئی کے

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

متعلق کوئی رائے نہیں رکھتا۔ یہ مجموعہ قلمی ۲/۷ / ۱۷ پیمانہ پر ۱۲۰ صفحہ میں ہے۔ (۶)

سید مسیح الزمان نے ۱۹۵۱ء میں رضا لائبریری رام پور اور پروفیسر سید مسعود حسین رضوی ادیب کے کتب خانوں سے دستیاب قلمی نسخوں کو سامنے رکھ کر میر تقی میرؔ کے چونتیس ۳۴ مرثیے اور پانچ ۵ سلام ''مراثیِ میرؔ'' کے نام سے شائع کیے۔ وہ اپنی کتاب کے مقدمے میں میرؔ کے مرثیوں کی طباعت کے حوالے سے یوں رقم طراز ہیں:

''۱۹۲۸ء میں رسالہ ''نیرنگ'' رام پور نے ''میرؔ نمبر'' نکالا تھا، جس میں میرؔ کے نو ۹ مرثیوں کا ذکر کر کے ان میں ہر ایک کا پہلا بند شائع کیا تھا۔ اس کے بعد اس رسالہ کے ایڈیٹر جناب عشرت رحمانی نے انھیں میں سے چھ مرثیوں اور ایک سلام کی نقل انجمن ترقی اردو کو بھیجی جو (رسالہ) ''اردو'' کے اپریل ۱۹۳۱ء کی اشاعت میں شائع ہوئی۔'' (۷)

کلیاتِ میرؔ کے قلمی نسخوں میں مرثیوں کی موجودگی کے حوالے سے سید مسیح الزمان یوں رقم طراز ہیں:

> کلیاتِ میر کے قلمی نسخوں میں ہماری نظر سے صرف دو ایسے گزرے ہیں جن میں ان کے مرثیے شامل ہیں۔ ان میں سے ایک رضا لائبریری، رام پور میں ہے اور دوسرا محترمی پروفیسر سید مسعود حسین رضوی ادیب ایم اے صدر شعبہ فارسی و اردو لکھنؤ یونی ورسٹی کے ذاتی کتب خانے میں، رام پور کے نسخے میں صرف نو ۹ مرثیے ہیں جو ''نیرنگ'' اور (رسالہ) ''اردو'' میں شائع ہو چکے ہیں۔ پروفیسر سید مسعود حسین رضوی ادیب کے نسخے میں انتالیس ۳۹ مرثیے اور سلام ہیں۔ رام پور کے نسخے میں صرف دو ایسے مرثیے ہیں جو پروفیسر سید مسعود حسین رضوی ادیب کے نسخے میں نہیں ہیں۔ اس طرح میرؔ کے کل اکتالیس مرثیے اور سلام دستیاب ہوئے۔ (۸)

ڈاکٹر اکبر حیدر کشمیری نے سید مسیح الزمان کے اس بیان کی تردید کرتے ہوئے بتایا کہ دیوان میر نسخہ مسعود حسین رضوی کے مراثی انتالیس ۳۹ نہیں بلکہ اس سے کم ہیں۔ (۹)

۱۹۵۸ء میں ڈاکٹر عبادت بریلوی نے میر تقی میر کے مکمل کلام کو مرتب کرنے کا بیڑا اٹھایا اور پندرہ سو ۱۵۰۰ صفحات پر مشتمل کلامِ میرؔ ''کلیاتِ میرؔ'' کے نام سے شائع کیا۔ یہ پہلی کلیاتِ میر تھی جس میں میرؔ کے باقی کلام کے ساتھ ان کے مرثیے اور سلام بھی شامل کیے گئے۔ جس کے لیے انھوں نے سید مسیح الزمان کی مرتبہ ''مراثی میرؔ''، گیان چند جین اور پروفیسر سید مسعود حسین رضوی ادیب کے ذاتی کتب خانہ سے دستیاب ''مجموعہ مراثی میرؔ'' کے قلمی نسخے سے استفادہ کیا۔ (۱۰)

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

حامد حسن قادری صاحب نے اپنی کتاب ''تاریخ مرثیہ گوئی'' میں میر تقی میرؔ کے باب میں ایک سلام ''اے نبی کے باطنا رتبے کے والی السلام'' کے چھ اشعار نمونہ کلام کے بطور شامل کیے ہیں اور اس (سلام) کی بابت ان کا بیان ہے کہ سوداؔ نے میرؔ کے سلام پر اعتراض کیا ہے اور ان کو شعر ہی کی صورت میں نظم کیا ہے۔ سوداؔ کی رائے میں اس سلام سے خدا اور رسولِ خدا کی توہین و منقصت ہوئی ہے۔(۱۱) یہ سلام میرؔ کے کسی بھی مطبوعہ مجموعے میں شامل نہیں ہے۔ حامد حسن صاحب نے کہیں بھی ان کا حوالہ درج نہیں کیا کہ انھوں نے کہاں سے یہ نقل کیا ہے۔ ایک اور مرثیہ بہ ہیئتِ مربع ''دلوں پر محبوں کی حالت عجب ہے''(۱۲) بھی شامل کیا ہے جس کی بابت سید مسیح الزمان نے اپنی کتاب ''مراثی میر'' میں کہا ہے کہ یہ میر تقی میرؔ کا مرثیہ نہیں بلکہ میرؔ کے زمانے کے شاعر میر محمد تقی عرف گھاسی المتخلص بہ تقی کا ہے۔(۱۳)

ڈاکٹر اکبر حیدری نے ''دیوانِ میرؔ (نسخہ محمود آباد، مخطوطہ ۱۲۰۳ھ بحیات میرؔ) ۱۹۷۳ء میں مرتب کیا۔ اس کتاب میں میرؔ کے غیر مطبوعہ دیوان کے قلمی نسخوں کے علاوہ مختلف مطبوعہ کلیاتِ میرؔ کے حوالے بھی دیے ہیں۔ یہ کتاب محض میرؔ کی غزلیات سے متعلق ہے اور اس میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ وہ تمام غیر مطبوعہ اشعار جو سابقہ مطبوعہ کلیات کی غزلوں میں شامل نہیں انھیں شامل کیا جائے۔ جس کے لیے انھوں نے میرؔ کے کلام کے تقریباً چھبیس غیر مطبوعہ نسخوں کی تفصیل درج کی ہے جن میں نسخہ نمبر[۱۷] دیوانِ میرؔ کے مخطوطے میں نو مرثیوں(۱۴) کی نشاندہی کی ہے اور نسخہ نمبر[۱۹] میں دیوان سوم کے مخطوطے میں ایک مرثیہ مربع(۱۵) کی نشاندہی کی ہے۔ لیکن ان مرثیوں کی تفصیل کہیں درج نہیں کی۔

کلبِ علی خاں فائق کی مرتبہ ''کلیاتِ میرؔ''، مجلسِ ترقی ادب لاہور سے چھ جلدوں میں ۱۹۷۷ء سے ۱۹۸۴ء کے دوران شائع کی گئی۔ اس کلیات کی جلد پنجم میں چونتیس مرثیے اور چھ سلام شامل ہیں۔ ان مرثیوں کی ترتیب کے لیے انھوں نے سید مسیح الزماں کی کتاب ''مراثی میرؔ''، ''رسالہ اردو'' اور ''مخطوطہ کلیات میرؔ، صولت پبلک لائبریری رام پور'' سے استفادہ کیا۔ انھوں نے مرثیہ نمبر[۲۰] ''کیا گردوں نے فتنوں کو اشارہ''(۱۶) کے بارہ بند درج کرنے کے بعد اس مرثیے کے باقی کے تیرہ بند مرثیہ نمبر[۳۱] کے بطور ''جہاں ہم کو اسیروں کا کُوا ہے''(۱۷) کے عنوان سے درج کیے ہیں۔ اگر یہ الگ مرثیہ ہوتا تو اس کی ابتدا مطلع سے ہوتی جبکہ مرثیہ نمبر[۳۱] کا مطلع غائب ہے۔ بحر اور قافیے کے مطابق یہ مرثیہ نمبر[۲۰] کا ہی حصہ معلوم ہوتا ہے۔

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کے زیرِ اہتمام ''کلیات میرؔ جلد دوم (قصیدہ، مثنوی اور مرثیہ وغیرہ) ۲۰۰۷ء میں شائع ہوا۔ جسے جناب احمد محفوظ نے شمس الرحمٰن فاروقی صاحب کی زیرِ نگرانی مرتب کیا۔ ان کا یہ دعویٰ

ISSN: 2519-6332 (Print),   ISSN: 2708-1915 (Online)

ہے کہ یہ میرؔ کی سابقہ مطبوعہ کلیات کے مقابلے میں نظموں کے مکمل اشعار شامل کرنے کی کوشش ہے۔ اس کلیات میں فہرست کے مطابق چونتیس مرثیے اور سات سلام شامل ہیں۔ ایک مرثیہ ''فلک نے ہونا اکبر کا نہ چاہا''[18] بیس بند مخمس کی ہیئت میں شامل کیا ہے۔ یہ مرثیہ دیگر مطبوعہ کلیات میں دستیاب نہیں۔ مرثیہ نمبر [۲۰] ''کیا گردوں نے فتنوں کو اشارا''، مکمل پچیس بند[19] یکجا کیے ہیں اور ایک سلام ''اے سبطِ مصطفٰے کے تجھ کو سلام پہنچے''[20] اٹھارہ اشعار کے ساتھ شامل کیا ہے۔

مذکورہ بالا تمام مطبوعہ کلیات میں شامل میر تقی میرؔ کے اب تک کے دریافت شدہ اکتالیس مراثی اور سلام اس عروضی جائزے کے لیے منتخب کیے ہیں۔ یہ اکتالیس سلام و مراثی تقریباً پانچ مختلف ہیئتوں اور چودہ بحور و اوزان پر مشتمل ہیں۔ مراثی و سلام میں مستعمل بحور و اوزان کی تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

۱۔ بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف مقصور: (مفعول فاع لات مفاعیل فاع لن/ فاع لان)

بحرِ مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف و مقصور میرؔ کے کلام میں کثرت سے استعمال ہوئی ہے۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ یہ بحر میرؔ کی فطری مناسبت کے لحاظ سے پسندیدہ ترین بحر قرار دی جا سکتی ہے۔ اس بحر میں میر تقی میر نے سات مرثیے موزوں کیے ہیں جن میں پانچ مرثیے بہ ہیئتِ مربع (ایک سو اڑسٹھ بند)، ایک مرثیہ مسدس (تیئس بند) اور ایک مرثیہ مثمن (بارہ بند) پر مشتمل کلیات میں شامل ہیں۔ نمونۂ کلام ملاحظہ کیجیے:

(مربع)

دل تنگ ہو مدینے سے جب اٹھ چلا حسین   ناموس اپنے ساتھ لیے سب، اُٹھا حسین

(عروض و ضرب مقصور)

ہنگامہ چرخ تونے جفا کا اُٹھا دیا   شیوہ ستم کا تیرہ دلوں کو سکھا دیا

(عروض و ضرب محذوف)

دیکھا وہ خاک و خوں میں کٹا سر جو تاجدار   کہنے لگا ہر ایک کہ اے شہ یہ کیا ہوا

(عروض مقصور اور ضرب محذوف)

(ترکیب بند مثمن)

پھر کیا یہ دھوم ہے کہ جہاں ہے سیہ تمام   پھر کیا یہ ماجرا ہے کہ ہے صبح جیسے شام

(عروض و ضرب مقصور)

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

اے چرخ کیا کہوں کہ ستم گار کیا کیا دیکھا کیا تو، خانۂ حیدر جلا کیا
(عروض وضرب محذوف)

(مسدس ترجیع بند)

یک دم کہ تیری ہستی میں ہوجائے گا غضب سادات مارے جائیں گے دریا پہ تشنہ لب
(عروض وضرب محذوف)

برسوں فلک کے رونے کا پھر ہے یہی سبب مت آ، عدم سے عالمِ ہستی میں زینہار
(عروض محذوف ضرب مقصور)

فردا حسین می شود از دہر نا امید اے صبحِ دل سیہ بہ چہ روی شوی سفید
(عروض وضرب مقصور)

۲۔ بحر ہزج مسدس مقصور یا محذوف: (مفاعیلن مفاعیلن فعولن/ مفاعیل)

اس بحر میں میرؔ نے پانچ مرثیے کہے ہیں جن میں تین مربع (اُنہتر بند)، ایک مسدس (تئیس بند) اور ایک مخمس (بیس بند) کی ہیئت میں ہیں۔ مذکورہ مرثیوں میں بحر کی کیفیت ملاحظہ کیجیے:

(مسدس)

حسین ابنِ علی عالی نسب تھا سزائے عزت و بابِ ادب تھا (عروض وضرب محذوف)

(مخمس ترجیع بند)

فلک نے ہونا اکبر کا نہ چاہا گیا قاسم جسے سب نے سراہا (عروض وضرب محذوف)
کوئی دن شہ نے جوں توں کر نباہا عجائب سانحہ گزرا اللہ (عروض وضرب محذوف)
فآ ہا ثم آہا ثم آہا

(مربع)

کہانی رات تھی آلِ نبی کی مرادِ جانِ زہرا دل جلی کی (عروض وضرب محذوف)
کیا گردوں نے فتنوں کو اشارا بلا کو کر بلا میں لا اُتارا (عروض وضرب محذوف)

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2519-6332 (Online)

نہ چھوڑی دشمنوں نے گھر میں شے دوست نہ چھوڑا پیچھے جیتا کوئی اے دوست
(عروض وضرب مقصور)

۳۔ بحر متقارب مثمن مقصور یا محذوف: (فعولن فعولن فعولن فعول/فعل)

اس بحر میں میر تقی میرؔ نے تین مرثیے (ستاسی بند) مربع ہیئت میں کہے ہیں۔ نمونہ کلام اور بحر کی کیفیت ملاحظہ کیجیے:

ماہِ محبّت کی خاطر امام لگا کہنے رو کر سوئے اہلِ شام (عروض وضرب مقصور)
محرّم کا نکلا ہے پھر کر ہلال قیامت رہیں گے دلوں پر ملال (عروض وضرب مقصور)
فلک قتل سبطِ پیمبر ہے کل یہ ہنگامہ ہونا مقرر ہے کل (عروض وضرب محذوف)

۴۔ بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محبق سالم الآخر: (مفعول فاع لات مفاعیل فاع لاتن/مفعول فاع لاتن مفعول فاعلاتن)

اس بحر میں میر تقی میرؔ نے ایک سلام (نو بند) اور تین مرثیے (اکسٹھ بند) مربع ہیئت میں کہے ہیں۔ اس بحر کو اکثر عروضی ''مضارع اخرب مثمن'' لکھتے ہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ حشو میں بھی تقطیع میں 'اخرب' کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ جب کہ حشو میں آنے والا 'مفعول' اخرب نہیں بلکہ 'مکفوف محبق' ہے۔ 'اخرب' کا زحاف صرف صدر و ابتدا کے لیے مخصوص ہے۔ 'محبق' کی یہ خوبی ہے کہ صدر و ابتدا کے علاوہ جس رکن پر وقوع پذیر ہوتا ہے اس رکن کا پہلا حرف ماقبل رکن کے ساتھ جڑ کر بحر کی ترتیب بناتا ہے۔ یعنی صدر و ابتدا 'مفاعیلن' خرب ہوکر 'مفعول' ہوئے، حشو اوّل و دوم 'مکفوف محبق' یعنی فاعلات+م (بروزنِ فاعلاتن) 'اور 'فاعیل (بروزنِ مفعول) اور آخری رکن 'فاع لاتن/فاعلاتن' سالم رہا۔ یہی زحاف رباعی اور بحرِ میرؔ میں بھی کارفرما ہے۔ میرؔ نے کہیں حشو میں زحاف مکفوف کے بجائے سالم رکن حشو میں بھی استعمال کیا ہے جس سے یہ گمان گزرتا ہے کہ مسبغ کی کیفیت پیدا ہوگئی ہے۔ جبکہ مسبغ کا زحاف حشو میں لانا جائز نہیں لیکن عروض وضرب میں اس کی رعایت ہے۔ میرؔ کے یہاں آخری رکن سالم مسبغ بھی آیا ہے۔ نمونہ کلام اور بحر کی کیفیت ملاحظہ کیجیے:

(مرثیہ مربع)

گردوں نے کس بلا کو یہ کردیا اشارا ابنِ علی کو جن نے اس گھاٹ لا اُتارا (عروض وضرب سالم)

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

اس طرزِ گفتگو کر چکا ہوا وہ مغموم ناگفتہ میر بہتر آگے جو کچھ ہے معلوم (عروض وضرب سالم مسبغ)

(مرثیہ مربع)

کہتا تھا یوں وہ مغموم غم میں سبھوں کے مہموم عمو موا ہو مسموم، مقتول جدِ مرحوم

بابا کفن سے محروم، میں ہوں اسیرِ مظلوم دو ہاتھ جو کھلے تھے سو ان کو بھی بندھایا

درج بالا شعر میں حشو میں آنے والے ارکان مسبغ نہیں بلکہ سالم ہیں۔ اس کیفیت کو سمجھنے کے لیے ذیل کی ترتیب ملاحظہ کیجیے:

کہتا تھا یوں وہ مغموم غم میں سبھوں کے مہموم

مفعولُ فاعلاتن مفاعیل فاعلاتن (مفعول فاعلاتن+ف فاعیل فاعلاتن)

یعنی یہاں زحاف مکفوف صرف حشو دوم پر وارد ہوا ہے جبکہ حشو اوّل سالم رہا ہے اور مُحبق کی کارفرمائی سے سالم مسبغ کی سی کیفیت پیدا ہوگئی ہے۔

(سلام)

اے سبط مصطفےٰ کے تجھ کو سلام پہنچے اے جان مرتضےٰ کے تجھ کو سلام پہنچے (عروض وضرب سالم)

اے حکم کش قضا کے تجھ کو سلام پہنچے اے غمزدہ سدا کے تجھ کو سلام پہنچے (عروض وضرب سالم)

(مرثیہ مربع)

آگے ہی مر گئے تھے اس کے جو تھے ہوادار ماتم لے کون بیٹھے کون اس کا ہو عزادار

(عروض وضرب سالم مسبغ)

اک عابدیں سو اس کی ایذا کے سب روادار بیمار تس کے اوپر محتاج وہ دوا کا

(عروض سالم مسبغ ضرب سالم)

۵۔ بحر ہزج مثمن اخرب مکفوف مقصور یا محذوف: (مفعول مفاعیل مفاعیل/فعولن)

اس بحر میں میر تقی میرؔ نے دو مرثیے (اکاون بند) مربع ہیئت میں اور ایک مرثیہ بہ ہیئتِ غزل (اٹھائیس اشعار) کہے ہیں۔ نمونہ کلام اور عروضؔ وضربؔ میں بحر کی کیفیت ملاحظہ کیجیے:

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

(مرثیہ مربع)

اُمّت تھی نبی کی کہ یہ کفار حسینا تو سبط تھا اس کا کہ گنہ گار حسینا (عروض وضرب محذوف)
کیا خویش و برادر ترے کیا یاور و انصار آگے ہی ترے کر گئے سب رختِ سفر بار (عروض وضرب مقصور)

(مرثیہ مربع)

اکبر کے تڑپنے کے تئیں دیکھے گا مظلوم مرنا کرے گا گود میں اصغر کا بھی معلوم
(عروض وضرب مقصور)
سن لیوے گا قاسم کی ہلاکی کی پڑی دھوم (عروض مقصور)
لے جائے گا سب مرتے ہوئے جی ہی میں جی کی (ضرب محذوف)

(مرثیہ بہ ہیئتِ غزل)

کیا نحس تھا دن روزِ سفر ہائے حسینا ناموس کو نے گھر ہے، نہ در، ہائے حسینا
(عروض وضرب محذوف)
اعوان ترے جو تھے انھیں کھا گئی تلوار انصار ترے سب گئے مر ہائے حسینا
(عروض مقصور ضرب محذوف)

۶۔ بحر مجتث مخبون مخبون مقصور یا محذوف: (مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن/فعلان)

اس بحر میں میر تقی میر نے دو مرثیے (چھپّن بند) مربع ہیئت میں کہے ہیں۔ نمونۂ کلام اور عروض وضرب میں بحر کی کیفیت ملاحظہ کیجیے:

(مرثیہ مربع)

تو یہ قصۂ جاں کاہِ کربلائے حسین رکھو ادھر کو بھی ٹک گوش از برائے حسین
(عروض وضرب مخبون مقصور)
جہاں سے واسطے اُمّت کے جی سے جائے حسین ہزار حیف کہ اُمّت نہ ہو فدائے حسین
(عروض وضرب مخبون مقصور)
حسین جان سے اپنی گیا، نہ دم مارا ہزار حیف کہ اس کو بہ صد ستم مارا
(عروض وضرب مخبون محذوف مسکن)

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

اسی کا دل تھا جو اس راہ میں قدم مارا (عروض مخبون محذوف مسکن)
رضائے حق ہی جو کچھ تھی وہی رضائے حسین (ضرب مخبون مقصور)

۷۔ بحر متقارب مثمن اثلم/ اخرم مقبوض محبق سالم الآخر: (فعلن فعولُ فعولن فعولن) (فعلن فعولن فعلن فعولن)

بعض عروضی صدؔر و ابتدؔا کے لیے مخصوص اس زحاف کو اثلمؔ اور بعض اخرمؔ کہتے ہیں ان دونوں کی تشکیل پانے کے اصول ایک ہی ہیں۔ اس بحر میں بھی محبقؔ کا زحاف کارفرما ہے۔ اس کے اصل اوزان (فعلنُ فعولُ فعولن فعولن) ہیں اور محبقؔ زحاف کے زیرِ اثر اس کی ترتیب (فعلن فعولن فعلن فعولن) بن گئی ہے۔ یہاں محبقؔ کا زحاف حشوؔ دوم پر واقع ہوا ہے جس کی وجہ سے حشوؔ دوم کا پہلا حرف ماقبل رکن یعنی مقبوضؔ 'فعولُ' کے ساتھ مل کر (فعولُ +ف/ بروزنِ فعولن) بن گیا ہے۔ اس بحر میں میر تقی میرؔ نے دو مرثیے (پچپن بند) مربع ہیئت میں کہے ہیں۔ نمونۂ کلام اور بحر کی کیفیت ملاحظہ کیجیے:

(مرثیہ مربع)

آیا محرّم غم میں رہا کر ابنِ علی کا ماتم رکھا کر (عروض وضرب سالم)
شیون جہاں ہو رو روز جاکر آخر نبی کے منہ سے حیا کر (عروض وضرب سالم)

(مرثیہ مربع)

قاسم کی شادی جس دن رچائی جس دن کو شہ سے کچھ بن نہ آئی (عروض وضرب سالم)
بابا موا تھا ہوکر کے مسموم شفقت، عنایت، غیروں سے معلوم (عروض وضرب سالم مسبغ)
اب جو چچا ہے سو بھی ہے مظلوم ڈھونڈے ہے اپنے غم سے رہائی (عروض سالم مسبغ ضرب سالم)

۸۔ بحر ہزج مثمن اخرب مکفوف محبق سالم الآخر: (مفعول مفاعیل مفاعیل مفاعیلن/مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن)

اس بحر میں بھی زحاف محبقؔ کی کارفرمائی سے اوزان میں نئی فروعی ترتیب تشکیل پاگئے ہیں جیسا کہ ہم نے 'بحرِ مضارع اخرب مکفوف مکفوف محبق سالم الآخر' کے ذیل میں بیان کیا تھا۔ اس میں حشوؔ دوم پر محبق کی کارفرمائی سے زحاف مکفوفؔ (مفاعیل) کا پہلا حرف ماقبل رکن مکفوفؔ کے ساتھ جڑ کر نئی کیفیت پیدا کر دیتا ہے۔ یعنی (مفاعیل+م/ بروزن مفاعیلن) اور جس رکن پر محبقؔ کا زحاف وقوع پذیر ہوا اس کا پہلا حرف کٹ جانے سے

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

'فاعیل' بروزنِ 'مفعول' میں بدل گیا۔

اس بحر میں میر تقی میرؔ کے دو مرثیے ایک مربع (اکیس بند) اور ایک مسدس (سترہ بند) پر مشتمل ہے۔ نمونۂ کلام ملاحظہ کیجیے:

(مرثیہ مربع)

ایمان یہ کیسا تھا، کیسی یہ مسلمانی
کی آلِ پیمبر سے جو دشّمنی جانی

(مرثیہ مسدس)

حیدر کا جگر پارہ، وہ فاطمہ کا پیارا
نکلا تھا مدینے سے ناموس لیے سارا

۹۔ بحر رمل مسدس مقصور یا محذوف: (فاعلاتن فاعلاتن فاعلن/ فاعلات)

اس بحر میں میر تقی میرؔ کے دو سلام بطرزِ غزل (انیس اشعار) ایک سلام مربع (سولہ بند) اور ایک مرثیہ مربع (اٹھارہ بند) میں ہے۔ نمونۂ کلام اور بحر کی کیفیت ملاحظہ کیجیے:

(سلام)

ساقیِ کوثر کے پیارے السلام تشنہ لب، سیّد ہمارے السلام (عروض وضرب مقصور)
صبح تیرے قتل کی تھی صبحِ قیر شام کے لوگوں کے مارے السلام (عروض وضرب مقصور)

(سلام)

اے شہِ اقلیم شوکت السلام رونقِ تختِ خلافت السلام (عروض وضرب مقصور)
اخترِ چرخِ سعادت السلام نیّرِ برجِ سیادت السلام (عروض وضرب مقصور)

(سلام)

السلام اے کامِ جانِ مصطفیٰ السلام اے یاد گارِ مرتضیٰ (عروض وضرب محذوف)
السلام اے مقصدِ خیرالنسا السلام اے پیشوائے دوسرا (عروض وضرب محذوف)

ISSN: 2519-6332 (Print),   ISSN: 2708-1915 (Online)

(مرثیہ مربع)

اس گلِ باغِ امامت کے ہیں پھول   آبیاری جن کی کرتی تھی بتول   (عروض وضرب مقصور)
سوتنِ نازک پہ اس کے خاک دھول   دیدنی ہے رنگ ِصحبت، یا رسول!   (عروض وضرب مقصور)

۱۰۔ بحرِ رمل مثمن مقصور یا محذوف: (فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن/ فاعلات)

اس بحر میں میر تقی میرؔ کے دو سلام اور ایک مرثیہ بطرزِ غزل (چونتیس اشعار) اور ایک مرثیہ مربع (پندرہ بند) پر مشتمل ہے۔ نمونۂ کلام اور بحر کی کیفیت ملاحظہ کیجیے۔

(سلام)

اے بدخشانِ نبی کے لعلِ احمر   وے گلستانِ علی کے لال تر السلام   (عروض وضرب مقصور)
السلام

ایک ساعت ہی میں اُمّت پھر گئی نانا کی سب   (عروض محذوف)
کیا قیامت لائی تیرے سر کے اُوپر السلام   (ضرب مقصور)

(مرثیہ مربع)

خاک تیرے فرق پر اے بے مروّت آسماں   ایک قطرہ آب کو ابنِ علی دیتا ہے جاں
(عروض وضرب محذوف)
بھائی بیٹے اس کے مارے جاتے ہیں کیا کیا جواں   کھول چشمِ مہر و مہ پھر وقت ملتا ہے کہا
(عروض وضرب محذوف)

(مرثیہ بہ ہئیتِ غزل)

الوداع اے افتخارِ نوعِ انساں الوداع   بادشاہِ کم سپاہِ اہلِ ایماں الوداع
(عروض محذوف ضرب مقصور)

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

اے تمنائے دلِ زہرائے بے کس، ہے دریغ وے ستم کشتہ، علی کے خواہشِ جاں الوداع
(عروض محذوف ضرب مقصور)

(سلام)

اے گلِ خوش رنگِ گلزارِ شہادت السلام تیری مظلومی کی سب دیں گے شہادت السلام
(عروض محذوف ضرب مقصور)

جور دیکھے تو نے کیا کیا، لعلِ سنگِ جور سے (عروض محذوف)
اے کہ گذری تیرے اُوپر سخت حالت السلام (ضرب مقصور)

۱۱۔ بحر رمل مثمن مخبون مقصور یا محذوف: (فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن/فعلان)

اس بحر میں میر تقی میرؔ نے اٹھائیس بند پر مشتمل ایک مرثیہ مربع ہیئت میں کہا ہے۔ نمونۂ کلام اور عروضؔ و ضربؔ میں بحر کی کیفیت ملاحظہ کیجیے:

(مرثیہ مربع)

وقتِ رخصت کے جو روتی تھی کھڑی زار بہن بولے شہ روؤ نہ بس اے مری غم خوار بہن
(عروض وضرب مخبون محذوف)

کیا کروں جان کے دینے میں ہوں ناچار بہن اب رہا روزِ قیامت ہی پہ دیدار بہن
(عروض وضرب مخبون محذوف)

ساتھ والا نہ کوئی ہووے رہوں میں صد حیف بن حریفوں کے یہ خم خانہ ہے سارا بے کیف
(عروض وضرب مخبون مقصور مسکن)

پھر جو بازو تھے وے سب ہیں علفِ خنجر و سیف (عروض مخبون مقصور)
قاسم، اکبر کے تئیں کھا گئی تلوار بہن (ضرب مخبون محذوف)

۱۲۔ بحر ہزج مثمن سالم: (مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن)

اس بحر میں میر تقی میرؔ نے بائیس بند پر مشتمل ایک ہی مرثیہ مربع ہیئت میں کہا ہے۔ نمونۂ کلام ملاحظہ کیجیے:

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

(مرثیہ مربع)

تحیّات اے عزیزاں! بابتِ آلِ پیمبر ہے درود اے دوستاں! شائستِ اولادِ حیدر ہے
نیاز اے حق پرستاں ! لائقِ شبیر و شبّر ہے سلام اے موموناں! ایسے جو ہوں ہر لحظہ اُن پر ہے

۱۳۔ بحرِ میریا متقارب مثمن مضاعف اثرم/ اشتر مقبوض مخبق محذوف ومقصور :(فعلُ فعولُ فعولُ فعولُ فعولُ فعولُ فعولُ فعول/فعل)

اس بحر پر مخبق کی کارفرمائی سے مختلف صورتیں پیدا ہوگئی ہیں۔ مخبق کا زحاف صدر و ابتدا کے علاوہ کم و بیش تمام ارکان پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اس بحر کا پہلا رکن اثرم (جسے بعض عروض اشتر قرار دیتے ہیں) کے بعد زحاف مقبوض کی تکرار ہے اور آخری رکن میں محذوف اور مقصور دونوں صورتیں مستعمل ہیں۔ میر تقی میر کا مربع ہیئت میں ایک مرثیہ اکیس بند پر مشتمل اسی بحر میں ہے۔ نمونۂ کلام اور مصرعوں میں بحر کی کیفیت ملاحظہ کیجیے:

(مرثیہ مربع)

ابن علی سے سنا ہے یاروں دشتِ بلا میں لڑائی ہوئی
فعلُ فعولُن فعلُ فعولنُ فعلُ فعولُ فعولُ فعل
(فعل، فعول + ف۔ عول، فعول + ف۔ عول، فعول۔ فعول فعل)
صدر اثرم، حشو مقبوض، حشو مقبوض مخبق، حشو مقبوض، حشو مقبوض مخبق، حشو مقبوض، عروض محذوف

ایدھر تھے ہفتاد و دو تن یہ اودھر ساری خدائی ہوئی
فعلن فعلن فعل فعولن فعلن فعلُ فعول فعل
(فعل + ف، عول + ف، عول، فعولُ + ف، عول + ف، عول، فعولُ فعل)
ابتدا اثرم، حشو اوّل مقبوض مخبق، حشو دوم مقبوض مخبق، حشو سوم مقبوض، حشو چہارم مقبوض مخبق، حشو پنجم مقبوض مخبق، حشو ششم مقبوض مخبق، حشو ہفتم مقبوض، ضرب محذوف

اس کی تقطیع کرتے وقت ایک بات کا دھیان رہے کہ ہمیشہ وتد کے بعد وتد اور سبب کے بعد دوسرا رکن سبب ہی آنا چاہیے۔ میر نے پہلے مصرعے میں لفظ 'دشتِ' کا وزن فعلن کے بجائے فعلُ باندھا ہے۔ اسی طرح 'لڑائی' کا وزن 'فعولن' نہیں بلکہ 'فعولُ' آیا ہے۔ 'ساری' میں یائے معروف کو مختصر مصوتے میں بدل دیا ہے اور اس

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2719-1915 (Online)

طرح اس کا وزن 'فعلُ' کے برابر آیا ہے۔

۱۴۔ بحر منسرح مثمن مطوی مکسوف یا موقوف: (مفتعلن فاعلات مفتعلن فاعلات/ فاعلن)

اس بحر میں میر تقی میرؔ نے ایک مرثیہ اور ایک سلام تیس اشعار میں کہے ہیں۔ نمونۂ کلام اور عروضؔ وضربؔ میں بحر کی کیفیت ملاحظہ کیجیے:

(سلام)

اے شہِ عالی مقام تجھ پہ درود و سلام   بعدِ ہزاراں سلام تجھ پہ درود و سلام

(عروضؔ وضربؔ مطوی موقوف)

اے شہِ من الوداع وے مہِ من الوداع!   اے گلِ تر السلام، تجھ پہ درو د و سلام

(عروضؔ وضربؔ مطوی موقوف)

(مرثیہ بہ ہئیتِ غزل)

دکھ سے ترے کیا کلام یا امام! یا حسین!   لیجیے کس منہ سے نام یا امام یا حسین!

(عروض وضرب مطوی موقوف)

اس سلام کا پہلا مصرع کلبِ علی خاں فائق کی مرتبہ کلیاتِ میرؔ میں ''دکھ سے ترے کلام، یا امام یا حسین''[۲۱] آیا ہے جس کی وجہ سے مصرع بے وزن ہوگیا ہے۔ احمد محفوظ کی فائق صاحب نے ڈاکٹر مسیح الزماں کی مرتبہ 'مراثی میرؔ' سے استفادہ کیا ہے۔ احمد محفوظ کی مرتبہ کلیات میں ''دکھ سے ترے کیا کلام یا امام! یا حسین!'' ہی آیا ہے۔[۲۲] اور فائق کے مطابق مخطوطہ کلیاتِ میرؔ مملوکہ صولت پبلک لائبریری رام پور میں مصرع اسی طرح درج ہے:

دکھ سے ترے کیا کلام یا امام! یا حسین

ہائے رے تیرا جگر، یاور وخویش و پسر   (عروض مطوی مکسوف)

قتل ہوئے بالتمام، یا امام! یا حسین!   (ضرب مطوی موقوف)

اوزانِ میر بحوالہ سلام ومراثی

	بحر کا نام	ارکانِ افاعیل	مربع بند	مخمس بند	مسدس بند	ترکیب بند مثمن	بطرزِ غزل

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

۱	بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف مقصور	مفعول فاع لات مفاعیل فاع لن/ فاع لان	۵/۱۶۸	-	۱/۲۳	۱/۱۲	-
۲	بحر ہزج مسدس مقصور یا محذوف	مفاعیلن مفاعیلن فعولن/ مفاعیل	۴/۹۲	۱/۲۰	۱/۲۳	-	-
۳	بحر متقارب مثمن مقصور یا محذوف	فعولن فعولن فعولن فعول/فعل	۳/۸۷	-	-	-	-
۴	مضارع اخرب مکفوف محبق سالم الآخر مثمن	مفعول فاع لات مفاعیل فاع لاتن	۴/۷۰	-	-	-	۱/۱۸
۵	بحر ہزج مثمن اخرب مکفوف مقصور یا محذوف	مفعول مفاعیل مفاعیل مفاعیل/فعولن	۲/۵۱	-	-	-	۱/۲۸
۶	بحر مجتث مخبون مخبون مقصور محذوف یا مسکن	مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن/فعلان	۲/۵۶	-	-	-	-
۷	بحر متقارب مثمن اثلم مقبوض محبق سالم الآخر	فعلن فعولن فعلن فعولن/فعلن فعولُ فعولن فعولن	۲/۵۵	-	-	-	-
۸	بحر ہزج مثمن اخرب مکفوف محبق سالم الآخر	مفعول مفاعیل مفاعیل مفاعیلن	۱/۲۱	-	۱/۱۷	-	-
۹	بحر رمل مسدس مقصور یا محذوف	فاعلاتن فاعلاتن فاعلن/ فاعلات	۲/۳۴	-	-	-	۲/۱۹
۱۰	بحر رمل مثمن مقصور یا محذوف	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن/ فاعلان	۱/۱۵	-	-	-	۳/۳۴
۱۱	بحر رمل مثمن مخبون مقصور محذوف یا مسکن	فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن/فعلان	۱/۲۸	-	-	-	-

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

۱۲	بحرِ متقارب مضاعف مقبوض اثرم/ اشتر مخبق محذوف ومقصور	فعل فعولُ فعولُ فعولُ فعولُ فعولُ فعولُ فعول/فعل	۱/ ۱۲	-	-	-	-	-	
۱۳	بحر ہزج مثمن سالم	مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن	۱/ ۲۲	-	-	-	-	-	
۱۴	بحر منسرح مثمن مطوی مکسوف یا موقوف	مفتعلن فاعلات مفتعلن فاعلات/ فاعلن	-	-	-	-	-	۲/ ۳۰	
	کل میزان مراثی وسلام		۲۹	۱	۳	۱	۹		
	کل میزان بند و اشعار		۷۲۰	۲۰	۶۳	۱۲	۱۲۹		

درج بالا عروضی تجزیہ کلامِ میرؔ کے اب تک کے دریافت شدہ سات سلام اور چونتیس مرثیوں پر مشتمل ہے۔ میر تقی میرؔ کے یہ مرثیے اور سلام چودہ بحور و اوزان پر مشتمل ہیں۔جن میں سب سے زیادہ ''بحرِ مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف مقصور'' مستعمل ہے۔جب کہ ''بحرِ منسرح مثمن مطوی مکسوف یا موقوف'' سب سے کم استعمال ہوا ہے۔ ہیئت کے اعتبار سے میرؔ نے ''مربع'' میں انتیس، ''غزل'' کی ہیئت میں آٹھ، '' مسدس''میں تین، ''مثمن'' میں ایک اور ''مخمس'' میں بھی صرف ایک مرثیہ کہا ہے۔

مذکورہ بحور و اوزان میرؔ کے میلانِ طبع سے ہم آہنگ ہیں جن میں میرؔ نے تقریباً تمام اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔مرثیہ کا فن فارس سے جنوبی ہند، جنوبی ہند سے دہلی کا سفر کر کے لکھنؤ پہنچا تھا۔یہ کہا جاتا ہے کہ لکھنؤ کے شعرا نے مرثیے کے فن کو عروجِ کمال پر پہنچایا تو یہ کہنا بھی غلط نہ ہوگا کہ مرثیے کے فن کی اس بلندی کے سفر کی بنیاد میرؔ و سوداؔ سے ہی ہوتی ہے۔

حواشی

۱۔ ڈاکٹر محمد اشرف کمال، '' تاریخ اصناف نظم ونثر''، (کراچی: رنگِ ادب پبلی کیشنز، ۲۰۱۵ء)،ص ۲۰۸

۲۔ عبدالرؤف عروج، ''اردو مرثیے کے پانچ سو سال''، (کراچی: شارق پبلی کیشنز، سنہ ندارد)،ص: ۳۲

۳۔ ڈاکٹر مسیح الزماں، ''اردو مرثیے کا ارتقا، ابتدا سے انیس تک، (دہلی: قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان، اکتوبر دسمبر ۲۰۰۲ء)،ص ۱۰۲

۴۔ ڈاکٹر اکبر حیدری کاشمیری، ''میرؔ کا دیوانِ چہارم'' (نسخۂ محمود آباد)، مشمولہ ''نقوش''، لاہور، میر تقی میر نمبر ۳، شمارہ ۱۳۱، اگست ۱۹۸۳ء، ص ۲۸۹

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

۵۔ ایضاً
۶۔ عبدالباری آسی، ''کلیاتِ میرؔ، (لکھنؤ: مطبع منشی نول کشور، ۱۹۴۱ء)، ص ۵۲
۷۔ سیّد مسیح الزمان، ''مراثی میرؔ''، (لکھنؤ: سرفراز قومی پریس، ۱۹۵۱ء)، ص ۳۳۔۳۴
۸۔ ایضاً، ص ۳۴
۹۔ ڈاکٹر اکبر حیدری کاشمیری، ''اودھ میں اردو مرثیے کا ارتقا''، (لکھنؤ: نظامی پریس، دسمبر ۱۹۸۱ء)، ص ۱۹۶
۱۰۔ ڈاکٹر عبادت بریلوی، ''کلیاتِ میرؔ''، (کراچی: اردو دنیا، ۱۹۵۸ء)، ص ۴
۱۱۔ پروفیسر حامد حسن قادری، ''تاریخ مرثیہ گوئی''، (کراچی: اردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۶۴ء)، ص ۳۱
۱۲۔ ایضاً، ص ۲۹
۱۳۔ سیّد مسیح الزمان، ''مراثی میرؔ''، محولہ بالا، ص ۳۳
۱۴۔ ڈاکٹر اکبر حیدری کاشمیری، ''دیوانِ میرؔ''، (نسخۂ محمود آباد)، مخطوطہ ۱۲۰۳ھ بہ حیاتِ میر، (سری نگر: جموں اینڈ کشمیر اکیڈمی آف کلچر اینڈ لنگویجز، ۱۹۷۳ء)، ص ۱۰۱
۱۵۔ ایضاً، ص ۱۰۲
۱۶۔ کلبِ علی خاں فائقؔ، ''کلیاتِ میرؔ''، جلد پنجم، (لاہور: مجلسِ ترقیِ ادب، ستمبر ۲۰۰۷ء)، ص ۲۱۱، طبع دوم
۱۷۔ ایضاً، ص ۲۴۵
۱۸۔ احمد محفوظ، ''کلیاتِ میرؔ''، جلد دوم، (دہلی: قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان، ۲۰۰۷ء)، ص ۵۴۳
۱۹۔ ایضاً، ص ۴۹
۲۰۔ ایضاً، ص ۵۶۰
۲۱۔ میر تقی میر، ''کلیاتِ میرؔ''، جلد پنجم، مرتبہ: کلبِ علی خاں فائق، (لاہور: مجلسِ ترقیِ ادب، ستمبر ۲۰۰۷ء)، ص ۲۴۶، طبع دوم میں یہ مصرع یوں درج ہے: ''دکھ سے تیرے کلام یا امام! یا حسین!''
۲۲۔ مخطوطہ ''کلیاتِ میرؔ'' مملوکہ صولت پبلک لائبریری، رام پور اور احمد محفوظ کے مرتبہ ''کلیاتِ میرؔ''، جلد دوم، ص ۵۴۷ میں یہ مصرع یوں ہے:
دکھ سے ترے کیا کلام، یا امام، یا حسین

مآخذ

۱۔ آسی، عبدالباری، ''کلیاتِ میرؔ، لکھنؤ: مطبع منشی نول کشور، ۱۹۴۱ء
۲۔ بریلوی، عبادت، ڈاکٹر، ''کلیاتِ میرؔ''، کراچی: اردو دنیا، ۱۹۵۸ء
۳۔ عروج، عبدالرؤف، ''اردو مرثیے کے پانچ سو سال''، کراچی: شارق پبلی کیشنز، سنہ ندارد
۴۔ فائق، کلبِ علی خاں، ''کلیاتِ میرؔ''، جلد پنجم، لاہور: مجلسِ ترقیِ ادب، ستمبر ۲۰۰۷ء، طبع دوم
۵۔ قادری، حامد حسن، پروفیسر، ''تاریخ مرثیہ گوئی''، کراچی: اردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۶۴ء
۶۔ کاشمیری، اکبر حیدری، ڈاکٹر، ''اودھ میں اردو مرثیے کا ارتقا''، لکھنؤ: نظامی پریس، دسمبر ۱۹۸۱ء
۷۔ کاشمیری، اکبر حیدری، ڈاکٹر، ''دیوانِ میرؔ''، نسخۂ محمود آباد، مخطوطہ ۱۲۰۳ھ بہ حیاتِ میر، سری نگر: جموں اینڈ کشمیر اکیڈمی آف کلچر اینڈ لنگویجز، ۱۹۷۳ء

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

۸۔ کمال، محمد اشرف، ڈاکٹر، ''تاریخِ اصناف نظم ونثر''، کراچی: رنگِ ادب پبلی کیشنز، ۲۰۱۵ء

۹۔ محفوظ، احمد، ''کلیاتِ میر''، جلد دوم، دہلی: قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان، ۲۰۰۷ء

۱۰۔ مسیح الزماں، ڈاکٹر، ''اردو مرثیے کا ارتقا، ابتدا سے انیس تک، دہلی: قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان، اکتوبر دسمبر ۲۰۰۲ء

۱۱۔ مسیح الزمان، سیّد، ''مراثیِ میر''، لکھنؤ: سرفراز قومی پریس، ۱۹۵۱ء

۱۲۔ میر، میرتقی، ''کلیاتِ میر''، جلد پنجم، مرتبہ: کلبِ علی خاں فائق، لاہور: مجلسِ ترقیِ ادب، ستمبر ۲۰۰۷ء، طبع دوم

غیر مطبوعہ

۱۔ مخطوطہ ''کلیاتِ میر'' مملوکہ صولت پبلک لائبریری، رام پور اور احمد محفوظ کے مرتبہ ''کلیاتِ میر''، جلد دوم، ص ۷۵۴ میں یہ مصرع یوں ہے:

دکھ سے ترے کیا کلام، یا امام، یا حسین

رسائل و جرائد

۱۔ ''نقوش''، لاہور، میرتقی میر نمبر ۳، شمارہ ۱۳۱، اگست ۱۹۸۳ء